رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۰۳۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حبِ وطن از ملکِ سلیماں خوشتر
خارِ وطن از سنبل و ریحاں خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی می کرد
می گفت گدا بودن کنعاں خوشتر

کاکوری اخبار

ہفتہ روزہ

جلد ۲ | کاکوری چہارشنبہ ۱۶ اگست ۱۹۳۹ء مطابق ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ | نمبر ۸

ادبیات

تجلیاتِ اُردو

منشی سید فرید احمد صاحب فرحان خیرآبادی

اے حریفانِ زبان، اے دشمنانِ ادب — تمکو آخر بغضِ "اُردو" سے عداوت کا سبب؟
چاہتے ہو اب نہ آئے لوحِ ہستی پر نظر — ظلم؟ وہ بھی اس قبیلے کی زباں کی جان پر!
ہو یقیناً کوئی اس تخریب میں ذاتی مفاد — ورنہ اک قومی زباں سے اسقدر بغض و عناد؟
اس تصور سے نہ کیوں ماؤف ہو جائے دماغ — جہل کے جھونکوں کی زد میں علم کا روشن چراغ؟
کاش تم نے صرف کی ہوتی ادب پہ زندگی — کاش تم محسوس کر سکتے لطافت علم کی!
کاش تم پہچانتے علم و ادب کی کاوشیں — تمکو بھی ہوتیں خدا کی کاش ذہنی قوتیں
کاش "اردو" کی خصوصیت کا ہوتا تمکو پاس — تم زباں کے حسن سے ہوتے کاش قدر شناس!
کاش کچھ ہٹتا نگاہوں سے تعصب کا غبار — اک نظر "اُردو" کو تم بھی دیکھتے نقش و نگار؟
دلپذیر و دلگداز و دلنشین و دلفریب — چند ہمسایہ زبانوں کا جمالِ دیدہ زیب"
اتحادِ باہمی کا اک درخشندہ کمال! — یعنی وہ اُردو زباں ہے جسکی مثال!

کتنے ملفوظات نے پائی یہاں آکر پناہ — تب ہوئی آراستہ اس صنفِ نو کی بارگاہ
وقف ہوکر رہ گئی کتنے ادیبوں کی زباں — جب ہی اک گلشن علم و ادب رشکِ جناں!
اسکے قالب میں ہے روحِ "برج بھاشا" موجزن — اسکو اندر آفتابِ پارسی بھی ضوفگن
اسمیں خورشیدِ بلاغت کی کرن تحلیل ہے — اسکے ایوانوں میں روشن فکر کی قندیل ہے
اس سے بڑھ کر آ نہیں سکتا کہیں لطفِ بیاں — اسمیں دنیائے فصاحت کی ہیں تابانیاں!
اسکی شوکت غیرفانی، اسکی صورت بے مثال — آفتاب اسکی تجلی، ماہتاب اسکا جمال!
اسمیں میر و درد کی سوزِ دروں کا ساز ہے — اسمیں غالب کے کمالِ علم کا اعجاز ہے
صرف ہے اس صنف پر آزاد کا زورِ بیاں — اس نے دیکھی آتش و مومن کی ہیں گلکاریاں
اس پہ انشا و انیس و ذوق کے احسان ہیں — سید و حالی و شبلی اس زباں کی جان ہیں!
اسمیں سرشار و نسیم و داغ ہیں رطب اللساں — اس زباں میں حضرت چکبست ہیں معجز بیاں
جوہرِ اقبال کا مضموں اسمیں [illegible] ہے — جلوہ گستر اسمیں [illegible] کا حقیقی ذوق ہے
اکبر و حسرت کا اسمیں نقشِ رنگیں رہ گیا — اسمیں فانی کی جگر کے جوش کے افکار ہیں

کاش ایسا ہو کہ تمکو ذاتِ باری عقل دے — کاش باز آجاؤ تم "اردو" کی ناحق خوں سے
کاش نطقِ مادرِ ہندوستاں سمجھو اسے! — کاش وہ دن ہو کہ تم اپنی زباں سمجھو اسے!!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کاکوری اخبار

جلد ۶	کاکوری چہارشنبہ ۱۶ راگست ۱۹۳۹ء	نمبر ۸

ادب اور دنیا کا مستقبل

(حسن ابن ضیا صاحب علوی ضیا کاکوروی)

ادب ہماری زندگی کا وہ متحرک اور لرزاں آئینہ ہے جس میں انسانی زندگی کا مقصد، انسانوں کی شخصیت اُن کے رنج و غم اُن کی ہنسی خوشی اور اُن کے تمام احساسات اور خیالات کی تصویریں دکھائی دیتی ہیں جس طرح آئینہ ہمیں دھوکا نہیں دیتا کہ ہمارے چہرے کے داغ اور دھبے ہم سے چھپائے اُسی طرح سے ادب بھی ہماری زندگی کی حقیقتوں کو بے نقاب کر کے دنیا کے سامنے پیش کر سکتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ آئینہ بالکل دھندلا ہو اور عکس اُس میں صاف دکھائی نہ دے۔ ادب پر اس طرح کے پردے ڈال دیئے گئے ہیں کہ وہ ہماری سچی حالت کی ترجمانی نہ کرے مگر جس کو حقیقی ادب کہتے ہیں اُس کا فرض یہی ہے کہ جس دور میں ہمارے سماج کی جو حالت رہی ہو اُسکا سچا نقشہ ہمارے سامنے پیش کرے اور آنے والی زندگی میں ہماری رہنمائی کرے اگر ادب نے یہ نہ کیا بلکہ سچائیوں سے جان بچا کر ہمیں دور دور کی باتوں میں بہلائے رکھا تو گویا اُس نے اپنی وہ بڑی خدمت انجام نہیں دی جو اُسکے سپرد تھی۔ ادب کو دنیا کی وہ نظر ہونی چاہیئے جو ہمارے نظام معاشرت کے تار تار سے گذر جاتی ہو ادب کو دنیا کا وہ دل ہونا چاہیئے جس پر دنیا کے دکھ درد کا ہر دم اثر پذیر ہو۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ کتابیں صرف دلچسپی کیلئے لکھی اور پڑھی جائیں بلکہ اُن سے اب ہم اپنی زندگی کو سنوارنے کا کام لیں۔ ادب فنون لطیفہ کا کوئی بے معنی اور نیم شعوری تصور نہیں بلکہ ہمارا وہ حربہ ہے جس پر ہم بھروسہ کر سکتے ہیں۔ ادیب اور مصنف اگر زندگی کی مشکلوں سے بھاگنے والے لوگ نہیں ہیں۔ اگر ماضی کے پرستار نہیں اگر محدود معلومات رکھنے والے نہیں ہیں تو وہ بڑی بڑی سیاسی انجمنوں سے زیادہ کارآمد ہیں وہ بڑی بڑی مذہبی اور اصلاح پسند جماعتوں سے زیادہ مفید ہیں آج میں آپ کا یہ وقت یہ بتانے میں لینا چاہتا ہوں کہ صرف ادب اور ادب کے پرستار ہی وہ کام کر سکتے ہیں جو اور کوئی جماعت نہیں کر سکتی ایک سیاست والوں کی انجمن ملکی مفاد، طبقات کی جنگ اور اُن ذاتی مسائل پر غور کرے گی جس کا تعلق کسی ایک خاص جماعت یا زیادہ سے زیادہ کسی ایک خاص ملک سے ہو، وہاں وطن پرستی کا اتنا جوش چڑھتا ہے کہ دوسرے ملکوں کے انسان انسان ہی نہیں معلوم ہوتے۔ جاپان بدھ مذہب کے فلسفہ کا قائل ہو کر اہنسا کے اصولوں کا مدعی بنکر اپنی روزانہ کی زندگی میں قابل قدر انسانی دوستی دکھا کر بھی چین کے بسنے والوں کے خون کو کھیل سکتا ہے۔ ملکی سیاستیں قومیت اور وطنیت کے محدود تخیل کا شکار ہیں انکو انسانوں سے ہمدردی نہیں ہے بلکہ اپنے ملک سے ہمدردی ہے اور اپنے ملک میں بھی صرف اُن لوگوں سے جو ایک خاص طرز سے زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ ہٹلر کے جرمنی میں یہودیوں کو کوئی جگہ اسلئے نہیں مل سکتی کہ وہ نازیت کے ماننے والے نہیں ہیں۔

ادیب ساری دنیا کے لوگوں کے وہ مشترک جذبات تلاش کر لیتا ہے جس کے اثر سے کائنات لرز رہی ہو۔ لیگ آف نیشن کیلئے یہ ممکن ہے کہ وہ ابی سینیا پر اٹلی کا قبضہ دیکھ کر ایک بزدل کتے کی طرح صرف بھونک بھونک کر رہ جائے لیکن ایک ادیب اسکے خلاف سب سے پہلے آواز اُٹھائے گا ہمیں ایک عالمگیر ادب چاہیئے۔ ہر کتاب میں تمام بنی نوع انسان کی وہ پاکیزہ آرزوئیں شامل ہوں جو آزادی حاصل کرنے کیلئے بے چین ہیں۔ زندگی جن تکالیف میں بھری ہے اور سماج و قانون نے جو پابندیاں ہم پر عاید کر دی ہیں اُن سے کون نہیں نفرت کرتا۔ ایسے ادب کی ضرورت ہے جو ان تمام جذبات کو اپنے یہاں جگہ دے۔ دنیا کے کس حصہ کے باشندے ہیں جو بھوک لگنے پر بھوک سے بے چین نہیں ہوتے، کون غریب ہے جو سرمایہ دار کے مظالم سے پریشان نہیں ہو جاتا، کون ہے جو سماج و قانون کی پابندیوں سے گھبرا کر چیخ نہیں اُٹھتا، کون غلام ملک ہے جو زنجیروں کا بوجھ محسوس کر کے اسے توڑنے کی کوشش نہیں کرتا۔ یہ وہ مشترک جذبات ہیں جو کسی ایک ملک تک محدود نہیں بلکہ ہر جگہ موجود ہیں جہاں ایسی فضا پیدا ہو جائے وہاں ادیبوں کا فرض ہے کہ صرف انہیں موضوعات کا انتخاب کریں جو دبے ہوئے طبقہ سے اتنی ہمدردی دکھلائیں کہ وہ اپنے دبانے والوں سے بغاوت پر آمادہ

ہو جائیں۔ اگر ادب نے ایسا نہیں کیا تو خدا کی قسم اس نے وہ خدمت ہی انجام نہیں دی جس کی اُس سے ہمیں امید ہو۔ ہمارے ذاتی اور ملکی اختلافات چاہے کتنے ہی ہوں ہمارے طرز معاشرت میں ایک دوسرے سے کتنا ہی فرق ہو، ہمارے مذہبی اختلافات کی ایک خلیج کتنی ہی وسیع ہو اور ہمارے صدیوں کے جھگڑوں نے کوئی شکل اختیار کرلی ہو مگر ادب کا فرض ہے کہ ان تمام چیزوں کے اُوپر جاکر تمام انسانوں کی زندگی وہ ہی مرکزی اور بنیادی مناسبت تلاش کرے جس سے کوئی ملک، کوئی قوم اور کوئی طبقہ خالی نہیں جس روز ادب اتنی وسعت اختیار کرلے گا اُسی دن انسانیت کی فتحمندی کا دن ہوگا۔ ادب ہمارے خیال اور شعور میں گہرائی پیدا کرے۔ ہمارے احساسات کو انسانی ہمدردی کے سانچے میں ڈھال کر ہمارے دلوں میں یہ جذبہ پیدا کرتا ہو کہ ساری دنیا انسانوں کی ہو۔ یہ انسان بھی گوشت اور خون سے بنی ہے اور انسان اسکی مٹی و نباتات سے پیدا ہوا ہے۔ کسی بڑے آدمی کے حالات صرف قلم بند کرنے سے یا جھوٹا عاشق بنکر دشت نوردی کرنے سے "اُنکی یاد میں" لکھنے سے کام نہ چلیگا۔ اب سطحی باتیں لکھنے کا وقت نہیں رہا۔ اٹھئے بیدار ہو جائیے۔ ادب کو کسی خاص طبقہ کی ملک نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ اُسی کو ساری دنیا کے لئے لکھنا ہے اُس کا مقصد ہی یہی ہے کہ وہ قوموں، ملکوں اور جماعتوں کے باہمی جھگڑوں کو ہمیشہ کے لئے مٹا دے یہ صحیح ہو کہ ہندوستان ایک غیر تعلیم یافتہ ملک ہو اور یہ کمی ترقی پسند ادیبوں کے ارادوں میں روڑے اٹکائے گی مگر اس خیال سے یہ بہتر ہے ارادہ ترک کر دینا ہمت کی کمی کا اظہار کرتا ہے۔ آپ افسانہ لکھئے تو بہترین لکھئے۔ جو جذبات کی ترجمانی کرے آپ کہیئے گا کہ لوگ افسانے کا مفہوم صرف قصہ جانتے ہیں اور افسانے کو افسانہ نہیں سمجھتے بلکہ حقیقی واقعہ سمجھتے ہیں۔ اور کردار کو اصلی فرض کرتے ہیں اور اس طرح اسے ناکامیاب بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اچھا یہی سہی لوگ بگڑیں نیک کام میں ساتھ لوگ کم رہتے ہیں۔ اس آئینہ میں ہر ایک کا عکس تو دیکھ لیجئے گا اس سے اُنکی اصلاح ممکن ہے۔ آسانی سے ہو سکی اُنکی تنگ نظری کا خیال نہ کیجئے۔

ہم کو کمر باندھ کر تمام دنیا کے انسانوں کو ایک کرنے پر لگ جانا چاہئے۔ کیونکہ ہم جتنی دیر کرتے جائینگے وہ خوشنما مستقبل ہم سے دور ہوتا جائے گا جسکے ہم آرزومند ہیں۔

عزیز بھائیو! آج یہ پڑھکر۔ یہ میری اپیل ہوا سے پڑھیئے اور یہ مستقل عزم کر لیجئے کہ جو کچھ لکھیئے گا وہ انسانیت کو اُبھارنے کے لیئے لکھیئے گا۔ غلاموں کو آزاد کرنے کے لیے لکھیئے گا۔ اُن تمام زنجیروں کو توڑنے کے لیے لکھیئے گا جو ترقی کی طرف جانے سے روکتی ہے۔ پھر دیکھیئے گا کہ آج کی دُکھ درد سے بھری ہوئی دنیا کس طرح آرام و سکون کی جگہ بن جاتی ہے۔ دیکھئے، ایسا کرنے سے ثواب ہوگا۔ غلامی سے لوگوں کو آزاد کرا دیجئے گا۔ اور اچھا ادب ہم پہونچایئے گا اور ایسا کرنے سے کون روکے گا؟ کوئی مہذب گورنمنٹ مخصوص ادب جس میں ملکی ترقی (جو کسی طرح بھی ہو) مضمر ہو مانع نہ ہوگی۔ بلکہ ایسے ادیبوں کی حوصلہ افزائی کرے گی۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۵ کالم ۲ ملاحظہ ہو)

اُن سب میں سے تم کو منتخب کیا ہے"

میں نے آہستہ سے اپنے کانوں پر اعتبار نہ کرتے ہوئے پوچھا،

اس کے یہ معنی ہیں کہ آپ "لیلا" کو میرے حوالے فرما رہے ہیں!"

انہوں نے کہا "بیشک گزشتہ ہفتہ میں اُس شام کو جو کچھ تمنے کیا اسکے عوض میں میں سمجھتا ہوں ایک کیا کئی لڑکیوں کے پانیکے تم مستحق ہو۔ ہاں تم "لیلا" کو لیجا سکتے ہو"

میں ایک بیخودی کے عالم میں وہاں سے روانہ ہوگیا، سڑک سنسان تھی اسلیئے میں آرام کیساتھ مست الست چلا جا رہا تھا، تھوڑی دیر میں مجھے اپنی آستین میں پھر کھنچاؤ سا معلوم ہوا، میں نے منمناتے ہوئے کہا "میری پیاری "لیلا" میں بھی آ رہا ہوں، لیکن جب میں اپنے ہوش میں آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ "لیلا" نہیں ہے بلکہ بوڑھی گائے خاموشی کے ساتھ میری آستین چبا رہی ہے" آہستہ سے میں نے اپنا کوٹ اُتارا اور سارا کا سارا بطور شکریہ اس کے حوالے کر دیا اور خوشی کے ساتھ مزہ لیتے ہوئے اُسنے اسکو قبول کر لیا اور ربڑ کی طرح چبا گئی۔ اس کی آنکھوں سے اس وقت شکر گذاری ٹپک رہی تھی اور میں اس کا شکر گذار تھا۔

دنیا کی خبریں

(مرتبہ مولوی حسن ابن صاحب حسنا علوی حسینا کاکوروی)

فلسطین:- کے یہودیوں کی دہشت انگیزی اور حکومت کی یہود نوازی سے تنگ آکر عربوں نے بھی جوابی کاروائی شروع کردی ہے۔

برطانوی دیوان عام ۲۰ جولائی کو مزدور پارٹی نے تحریک فلسطین کے بارہ میں برطانوی حکمت عملی پر مباحثہ میں یہود نواز ممبران نے مسٹر میکڈانلڈ اور قرطاس ابیض پر سخت لے دے کی۔ انگلستان کی مزدور پارٹی کے اخبار ڈیلی ہیرالڈ نے تجویز پیش کی ہو کہ جسطرح فرانس نے اسکندرونیہ ترکوں کے حوالے کر دیا ہے برطانیہ کو چاہئے کہ فلسطین بھی ترکوں کو واپس کر دے۔ جسکا ماحصل سوا اسکے کچھ اور نہیں معلوم ہوتا کہ ترکوں اور عربوں کے درمیان اختلاف کی ایک نئی صورت پیدا کر دے۔ عرب تحریک کا رخ دوسری طرف پھیر دیا جائے۔

شام:- کے ہائی کمشنر نے موجودہ سیاسی تعطل کے پیش نظر نظم ونسق چلانے کے لئے ایک مجلس عاملہ کے تقرر کا اعلان کیا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ شام میں بھی دہشت انگیز جماعت قائم ہو گئی ہے اور عنقریب اپنے پروگرام پر عمل شروع کر دیگی۔ آخر جولائی میں کچھ مشتبہ اشخاص اس سلسلہ میں بمقام دمشق گرفتار کئے گئے ہیں۔

ترکی:- حکومت نے ایک اہم بیان شائع کیا ہے جسمیں عربوں کو جرمنی اور اٹلی کے گمراہ کن اور مفسدانہ پروپیگنڈہ سے متنبہ کیا ہے جسکی اصل غرض ترکوں اور عربوں کو لڑا دینے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اس اعلان میں بہت سے امور کی وضاحت کرتے ہوئے اسکا بھی صاف اظہار کر دیا ہے کہ حکومت، فلسطین، شرق اردن، حجاز، یمن کو بیرونی اثرات سے البتہ پاک اور آزاد دیکھنا چاہتی ہے اور ترکوں کی دیرینہ تمنا اس میں مضمر ہے۔

بقول اطالوی سفیر مقیم قسطنطنیہ ترکی اخبارات نے جو یہ اطلاع شائع کی ہے کہ اطالوی یونیورسٹیوں میں ترکوں کے خلاف نعرہ لگائے جاتے ہیں یہ خبر بالکل بے اصل ہے اور اسکی کوئی حقیقت نہیں۔ بلکہ اٹلی کے دل میں ترکوں کا احترام ہے۔" کیا ترکوں کے خلاف جو کچھ تیاری ہو وہ احترام ہو؟ مسولینی کے دور حکومت میں پاس امن کبھی شرمندہ عمل نہوا بلفظی عنایات کے اظہار سے کسی کو محروم رکھنا نہیں چاہتا جبکہ شاہ زوغو یا شاہ حبش سے کوئی پوچھے (مرتب)

مصر:- کو اطالوی حملہ کا اندیشہ قوی ہو رہا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جرمن کے ماہر جنگ نے حبشہ وطرابلس میں مصر کے خلاف اطالوی کمانڈروں کے لئے جنگی نقشہ تیار کئے ہیں نہر سویز کو منقطع کر کے برطانیہ پر ایک کاری ضرب لگانا انکو پیش نظر ہو۔

ایران:- ایران کی حکومت نے طے کیا ہو کہ اسلحہ سازی کا کارخانہ دن رات کام کریگا۔ اور صدر جمہوریہ ترکی کی تحریک پر ایران نے بھی حرمین شریفین کو حفاظت کیلئے چند طیارہ شکن توپیں بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔

حیدرآباد:- کی مجلس اتحاد المسلمین نے ۹ گھنٹہ کی بحث کے بعد طے کیا ہو کہ اصلاحات حضور نظام کے اختیارات اور دکنی مسلمانوں کے مفاد کے سراسر منافی ہیں اور اعلان کیا ہے چونکہ مجلس کے میموریل کو حکومت نے بالکل نظرانداز کر دیا ہو اسلیئے مسلمان حکومت سے تعاون کرنے پر تیار نہیں۔ اور مسلمانوں سے اپیل کی ہے وہ صبر و سکون سے حالات کا مطالعہ کریں اور قربانی کے لیے تیار رہیں۔ اصلاحات کے خلاف عثمانیہ یونیورسٹی کے سات سو طلبہ نے اظہار ناراضگی کرتے ہوئے "خاموش دن" منایا۔ درجوں میں جانے کے بجائے اپنے گھروں کو واپس گئے۔ مجلس کا خیال ہے کہ حکومت نے حضور نظام کو صحیح مشورہ نہیں دیا۔ حضور نظام نے جامعہ ملیہ دہلی کو ایک لاکھ روپئے کی رقم دینا منظور کی ہے۔ اس سے پہلے اعلیٰ حضرت پچاس ہزار روپیہ عمارت فنڈ میں عطا فرما چکے ہیں اور ایک ہزار روپیہ کی مستقل گرانٹ دے رہے ہیں۔

پنجاب:- میں یکم جولائی سے ساہوکاروں کے لیے لائسنس حاصل کرنے کا قانون نافذ ہو گیا۔

لکھنؤ:- میں تبرہ ایجی ٹیشن کے سلسلہ میں گرفتاریاں۔ بقیہ صفحہ ۱۲ کالم ۲ پر۔

جشن استقبالیہ

از مصلح الدین احمد صاحب آسیر کاکوروی

بسلسلۂ گذشتہ

والد نے یہ سمجھتے ہوئے کہ کوئی شخص ان سے جگہ چھیننے کے لیئے ٹہل رہا ہے۔ کہا "دہشت، مجھے پریشان مت کرو"، لیکن گائے خدا جانے معلوم بہری تھی یا وہ اردو زبان نہیں سمجھتی تھی قیص سے اٹکھیلیاں کرتی رہی، اس نے قیص کو دوبارہ پکڑ کر کھینچا جس سے میرے بوڑھے ابا کو غصہ ہی تو آگیا،۔

اب وہ پیچھے مڑے، اور چلائے "دور ہو"، مگر اس نے ذرا بھی بڈھے کی پرواہ نہ کی، ان کے بال جو کچھ بچے کھچے رہ گئے تھے سفید تھے اور ان کی آنکھیں بھی اب ایسی روشن نہ تھیں اور قدم بھی ویسے مضبوط نہ رہے تھے جیسے کہ کسی زمانہ میں تھے لیکن آج جس طریقہ پر وہ اس بھڑکی گائے کے پاس سے بھاگ کر کھوسٹ کی کرسی کی پشت پر چھپے تھے حیرتناک تھا، میں اپنے آپ کو بھول گیا اور خوشی میں تالیاں بجانے لگا۔

"بوڑھے باپ نے غصہ کی بھرپور نظر سے مجھے دیکھتے ہوئے ڈپٹ کر فرمایا جاؤ ایک رسی لاؤ اور اس گائے کو باندھ لو"

میں ایک رسی لایا اور باندھنے کے لیئے بڑھا، لیکن گائے ابھی بھوکی معلوم ہوتی تھی ——— ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مجھے، رسی کو اور تمام سب کو کھا جائیگی اسی دبدبے سے میں ڈر گیا اور میرا قدم آگے نہ بڑھ سکا، گائے نے جب مجھے متامل پایا تو میری طرف بڑھی اور میں اس طرف بڑھا جہاں والد نے پناہ لی تھی۔

والد بھی حاضرین کی جانب گھومتے ہوئے اور ایک چھڑی کے لیئے چلاتے ہوئے بڑھے، کسی شخص نے ایک چھڑی ان کے حوالہ کردی اور وہ ہمت کر کے پھر واپس آئے اور ہاتھ میں مضبوطی سے چھڑی پکڑے ہوئے میری طرف بڑھتے ہوئے چلائے کہ اس گائے کے گلے میں پھندا ڈالو اور اسوقت تک اسکی رسی پکڑے رہو جبتک کہ جلسہ ختم نہ ہو جائے،

ایک لمحہ کے لیئے مجھے خیال آیا کہ میں صاف جواب دیدوں لیکن والد صاحب کے تیوروں نے مجبور اً منع کر دیا کہ نہیں، گائے کے گلے میں پھندا ڈالنا ہی مناسب ہے، یہ بہتر ہے کہ وہ مجھے نصف درجن سینگ مارے بمقابلہ اسکے کہ والد صاحب کے ہاتھ کی ایک چھڑی کھاؤں یہ سوچ کر میں گائے کی جانب پھرتی سے بڑھا،

میں پھندا لیئے ہوئے اس سے ایک فٹ کے فاصلہ پر تھا کہ یکایک اس نے اپنا سر نیچا کیا، میں نے جلدی سے اس کی پشت پر رسی کا ایک بھرپور وار رسید کیا لیکن پھر بھی والد صاحب نے ایک لفظ مبارکباد یا تعریف کا زبان سے نہ نکالا، میں نے دل ہی میں کہا کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اور یہ دیکھ کر کہ بوڑھی گائے نے زمین پر پڑے ہوئے ایک نظام الاوقات کو کھانے کے لیئے اپنا سر جھکایا ہے میں ایک مرتبہ اور آگے بڑھا اور جھپٹ سے اسکی گردن میں پھندا ڈال ہی دیا، وہ ایک بھیڑ کی طرح خاموش کھڑی رہی اور میں پھر رسی کا دوسرا سرا ہاتھ میں پکڑے ہوئے کھوسٹ کی کرسی کی پشت پر اسی اپنی پہلے والی جگہ پر واپس آیا،

والد بھی یہ دیکھ کر اب مطمئن تھے کہ گائے باندھ لی گئی ہے۔ اپنی جگہ پر جا کھڑے ہوئے اور پڑھنا شروع کر دیا اور پلیٹ فارم کو اپنی چھڑی سے ایسے جوش کے اس طرح دھپ دھپایا شروع کیا کہ گویا وہ گائے کو ڈرا رہے ہیں اور مجکو بھی ہوشیار کر رہے ہیں،

اب میرے کانوں کو توڑتی ہوئی ایک آواز سنائی دی "وہ دیکھو تمہارا بہادر شاندار کام کرنے کے لیئے کس طرح سر بکف ہے"، اور ایک دوسری آواز میرے دوسرے کان کو چھیدتی ہوئی نکل گئی "وہ یہ خیال نہ کرنا کہ جیتے اس دغاباز کا کبھی خیال بھی کیا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ "

پہلی آواز نے جھینپتے ہوئے کہا "جی ہاں"، اور انہیں ہاتھوں سے وہ یہ خیال کرتا تھا کہ تمہاری گردن پر تھالی رکھہ دیگا، ادھر؟

میں نے خیال کیا یہیں پر معاملہ ختم کر دوں کیونکہ لیلا کے بغیر میرے لیئے زندگی ناقابل برداشت بوجھ ہے، مجھے شرافت کے ساتھ اپنے گناہ کا کفارہ ادا کرنا چاہیئے تاکہ وہ کم سے کم مرتے ہی وقت میرے متعلق عمدہ خیال رکھے، میں نے خاموشی کے ساتھ اور رازداری کے ساتھ اس دوسرے سرے کا جو کہ میرے ہاتھ میں تھا پھندا بنایا اور سب سے قریب والے بانس کا فاصلہ ناپا میں نے فیصلہ کر لیا کہ مجھے اپنے گلے میں یہ پھندا ڈال دینا چاہیئے قبل اس کے کہ میں اس لڑکی کو ذلیل ہوتے ہوئے دیکھوں

جس کے ساتھ میری آرزوئیں وابستہ ہیں۔

اسی وقت بوڑھے والد نے اپنا خطبہ ختم کیا اور کہا "اے جان! اب تم ہماری محبت اور خلوص کا اظہار کرتے ہوئے ہمارے معزز اور پیارے دوست کو ہار پہنانے کی عزت حاصل کرو"

میرے کانوں میں آہستہ سے "لیلا" کی آواز آئی "میرے حال پر رحم کرو" اور میں ہار پہنانے میں ہچکچانے لگا۔ باپ نے چھڑی ہلاتے ہوئے اور میری طرف بڑھتے ہوئے چلا کر پوچھا "کیا تم سن نہیں رہے ہو"

اور میرے دل میں باپ کی دہشت سما گئی، میں گھبراہٹ میں جلدی سے آگے بڑھا اور اس منحوس ہار کو اس کھوسٹ کی گردن میں ڈال کر پیچھے بھاگا اور گائے کو ہکانے لگا جو کہ اب والد صاحب کی جانب بڑھ چکی تھی اور وہ اپنی چھڑی سے اس کو ہکا رہے تھے، ایک بار ریل کی طرح ڈکارتے ہوئے بدمعاش گائے ٹٹی سے ٹکرائی اور چلی ساتھ ہی ساتھ خون خشک کر دینے والی چیخ بھی سنائی دی اور معلوم ہوا کہ "رام لال" کا موٹا جسم پیچھے گر پڑا اور قلابازیاں کھانے لگا اور گائے کی رفتار کے ساتھ کھنچتا ہوا ٹٹی میں جا پھنسا،

رفتہ رفتہ مجمع کی سمجھ میں بھی آچلا کہ گائے اپنے ساتھ معزز مہمان کو بھی لئے جا رہی ہے اور فوراً اسی وقت میں بھی سمجھا کہ اس گھبراہٹ کے عالم میں میں نے اتفاق سے ہار کے ساتھ رسی کا وہ پھندا جو میرے ہاتھ میں تھا اور میں نے اپنی پھانسی کے لئے تیار کیا تھا غریب "رام لال" کی گردن میں ڈال دیا ہے،

مجمع بھی پیچھے دوڑا اور میں بھی پیچھے پیچھے بھاگا، ایک عجیب و غریب تماشا دیکھنے میں آیا، بھدی رسی کے ایک سرے پر بجو کی گائے ڈکارتی اور پھنکارتی بھاگ رہی تھی اور دوسری طرف ایک بے ڈول موٹا، سسٹنڈا جسم جس کے اسفل کا کپڑا ابھی اسی کشمکش میں گر چکا تھا مضطرب اٹھتا، بیٹھتا، اپنے اسفل کو اپنی قمیض کے دامن سے چھپانے کی بار بار کوشش کرتا گھسٹتا چلا جا رہا تھا،

گائے پنڈال کے ارد گرد پھر رہی تھی، چند قدم تیزی سے چل کر یکایک ٹھہر گئی اور اپنا سر زمین پر جھکا کر ایک ریشمی کپڑے کے ٹکڑے کو چبانے لگی، یہ "رام لال" کی دھوتی تھی جو اس کشمکش میں کھل کر گر پڑی تھی،

اس کے بعد میں ایک ہفتہ کے لئے غائب ہو گیا، میں نے سنا کہ کھوسٹ نے مجھے تلاش کیا اور جب میرا کہیں پتہ نہ چلا تو اس روپیہ کے لئے جو کچھ [illegible] پیشتر اس نے قرض دیئے تھے والد پر عدالت میں نالش ٹھونک دی، جب بڈھے کھوسٹ نے والد سے مقابلہ کیا تو بڈھے بھیڑیئے نے بھی اپنے پنجے جھاڑے اور مجھے یقین ہو گیا کہ اب وہ ایک دوسرے کا خون ضرور چوس لینگے۔

ایک روز ایک ٹریم میں والد صاحب سے اتفاق سے میری مڈبھیڑ ہو گئی، وہاں کوئی اور صورت ہی نہ تھی سوائے بے حیا بن جانے کے، والد صاحب میری طرف بڑھے اور میں نے دیکھا کہ زندگی میں پہلی بار انہوں نے دستِ شفقت میری پیٹھ پر رکھ کر محبت کے ساتھ کہا "جان"، "تم نے جو کچھ "رام لال" کے ساتھ کیا بہت اچھا کیا، کچھ ہرج نہیں مجھے چند سو روپئے ادا کرنے پڑے مگر میں اس منظر کو آئندہ پھر دیکھنے کے لئے اس سے زیادہ بھی صرف کرنے کو تیار ہوں،

جب وہ ٹریم سے اترے تو میں بھی ان کے ہمراہ اتر پڑا، راستہ میں مجھے ذ، س، مل گئے انہوں نے مجھ سے فرمایا "تم مجھ سے پھر لو" اپنی گاڑی میں بٹھا لیا اور ہم خاموشی کے ساتھ "لیلا" کے گھر پہونچے،

ذ، س، مجھے اپنے کمرہ میں لے گئے اور دروازہ بند کر کے بیٹھ گئے، پھر انہوں نے یکایک اپنا پیٹ پکڑ لیا اور اس کو ادھر ادھر سے تھپتھپانے لگے یہاں تک کہ ان کے ہاتھ دکھنے لگے،

میں زور سے چلایا "پیاری لیلا مجھے اندیشہ ہے کہ تمہارے والد صاحب کی کچھ طبیعت ناساز ہو گئی ہے میرے خیال میں ان کو ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔

ایک سخت آواز میرے پیچھے سے آئی "نہیں، ڈاکٹر کی نہیں بلکہ داماد کی ضرورت ہے"، پیچھے پلٹ کر جو میں نے دیکھا تو ذ، س، میری پشت پر تھے، ان کے ہونٹ تھرتھرا رہے تھے اور آنکھیں اس قدر ترچھی جیسے کہ وہ رو رہے تھے اس پر بھی یہ معلوم ہو رہا تھا کہ ان کے دل میں گدگدی ہو رہی ہے اور زور و شور کی ہنسی کو دبانے کی کوشش کر رہے ہیں،

میں نے شک کے ساتھ دریافت کیا "کیا واقعی آپ بالکل اچھے ہیں؟"

انہوں نے سوال کو ٹالتے ہوئے کہا "میری سنو، میں نے اس انتخاب کے دوران میں اپنی لڑکی کے بہت سے پیغام رد کئے اور ...

وطن کی خبریں

نوٹ:۔ اعزہ احباب اور دیگر اہل وطن سے جو باہر ہیں یا وطن میں گزارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں اور اطلاعات دفتر میں روانہ کر کے مشکور کرتے رہیں۔ (ایڈیٹر)

موسم:۔ گزشتہ عشرہ میں جو بارش شروع ہوئی ہو اُسکا سلسلہ وقفہ وقفہ سے جاری ہو۔ کسی وقت اگر کچھ حبس ہوتا ہے تو اُسکے بعد ہی پانی برس جانے سے ٹھنڈا ہو جاتا ہو۔ موسم مجموعی حیثیت سے خوشگوار ہے۔

آب وہوا:۔ نزلہ و زکام اور ملیریا بخار میں لوگوں کے مبتلا ہونیکی اکثر اطلاعات ملی ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ اب قصبہ کی آب وہوا صاف ہو۔ ہیضہ کی شکایات رفع ہوگئی ہے۔ ۷ر اگست کے بعد سے کوئی واقعہ ہیضہ میں مبتلا ہونے یا موت کا سُننے میں نہیں آیا۔ ٹاؤن ایریا کی جانب سے تمام قصبہ کے کوڑوں اور ملیے کی اڈوں کو بند کرا کے اُنپر چونا ڈلوا دیا گیا ہو اور کنوؤں میں ۱۲ر اگست تک دوا پلور ڈالی جاتی رہی۔ معلوم ہوا ہو کہ ٹاؤن ایریا نے تین چار ماہ قبل حفظان صحت وغیرہ سے متعلق جو بائی لاز ایس۔ ڈی۔ او۔ اور سابق ہلتھ افسر صاحب مسٹر گپتا کے مشورہ سے پاس کئے تھے۔ اعلان عذرداری کرنے اور میعاد عذرداری ختم ہونیکے بعد نافذ کردیئے گئے ہیں۔ اُنپر سختی سے عملدرآمد کیا جائیگا۔ ۲۹ر جولائی لغایہ ۱۲ر اگست ۵ واقعات ہیضہ سے ہوئے جنکی تفصیل درج ذیل ہے۔

محلہ	مبتلا	صحتیاب	فوت	زیر علاج
تاڑ محلہ	۱	۰	۱	۰
چودہری محلہ	۱	۱	۰	۰
احاطہ حضرت صاحب	۲	۱	۱	۰
پورہ	۱	۰	۱*	۰
میزان	۵	۲	۳	۰
میزان گذشتہ	۲۱۱	۷۷	۷۹	۵۵
کل میزان ۲۹ر جون لغایہ ۱۲ر اگست	۲۱۶	۵۵+۷۹	۸۲	

* [illegible]

کانپور فائرنگ ڈے:۔ حسب اعلان صوبہ مسلم لیگ ۱۲ر اگست ۱۹۴۶ء کو کاکوری مسلم لیگ کے زیر اہتمام "کانپور فائرنگ ڈے" منایا گیا۔ ۳ بجے سہ پہر کو سبزپوش مسلم نیشنل گارڈ (زیر کمان محمد کامل خان) کا جلوس سیاہ جھنڈوں اور جھنڈیوں کے ساتھ دفتر مسلم لیگ سے روانہ ہوا۔ بعض ممبران وعہدہ داران جلوس کیساتھ تھے۔ جلوس نے نہایت خاموشی سے تمام قصبہ کا گشت کیا اور ۵ بجے زیر صدارت الحاج مولوی امیر احمد صاحب علوی بی۔ اے جلسہ ہوا اور حسب ذیل رزلیوشن تحریک قاضی راشد عثمان علوی بی۔ اے اور بتائید مولوی سید محمد مشیر الدین پیش ہوکر مقتولین کو فاتحہ کا ثواب اور انکی مغفرت کی دعا کے بعد بالاتفاق پاس ہوا:۔

"کاکوری کا یہ جلسہ عام کانپور میں ۱۹ر جون ۱۹۴۶ء کی بے ضرورت فائرنگ پر انتہائی رنج و افسوس کا اظہار کرتا ہو اور اس واقعہ فاجعہ میں جو مظلوم ہلاک و مجروح ہوئے اُنکے لیے دعا اور اُنکے اعزہ کیساتھ اپنی دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ کانگریس گورنمنٹ اپنے دامن سے اس بدنما داغ کو دور کرنیکے لیے فوراً ایک غیر جانبدار کمیشن مقرر کرنیکا اعلان کرے اور جو افسران واہلکاران ان مظالم کے ملزم قرار پائیں اُنکو عبرتناک سزائیں دے۔"

جلوس کے تمام افراد نہایت خاموش اور ننگے سر تھے جو نہایت متاثر کُن منظر پیش کر رہا تھا تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد صرف نعرہ تکبیر بلند ہوتا تھا۔

صحت و تندرستی:۔ (۱) گزشتہ ہفتہ میں اہلیہ مولوی نظم الدین محمد زکی وکیل کو سخت انفلوانزا ہوگیا تھا اور شدید تنفس کیوجہ سے نمونیہ کا اثر ہونیکا احتمال ہوا تھا۔ فوراً ڈاکٹر محمد ہاشم صاحب سے رجوع کیا گیا۔ بفضلہ تعالیٰ اب ابھی ہیں اور اثرات بتدریج زائل ہو رہے ہیں۔ ضعف البتہ ہے۔

(۲) معلوم ہوا ہے کہ گذشتہ ماہ میں شیخ ادریس احمد عباسی (کٹنی (جہاں وہ ملازم ہیں) سے سخت علیل ہوکر بغرض علاج لکھنؤ آئے تھے۔ سُنا گیا ہے کہ اب صحت ہے۔

علالتیں:۔ (۱) چودہری محمد اسمٰعیل صدیقی (چودہری محلہ) کے بائیں شانہ کے پشت پر ایک بڑا پھوڑا نکل آیا تھا جسکی کیفیت بظاہر سرطانی پھوڑے کے بیان کیجاتی تھی۔ ایک ہفتہ سخت تکلیف رہی۔ کئی دن ہوئے مقامی جراح نے شگاف دیکر مواد کا اخراج (جو کافی مقدار میں نکلا) اور زخم کو صاف کیا۔ زخم کیحالت تیماردار اچھی بیان کرتے ہیں۔ مواد کے خارج ہوجانے سے تکلیف میں بہت سکون ہوگیا ہے اللہ تعالیٰ جلد صحت عطا فرمائے۔

(۲) محمد عسکری سلمہ خلف مولوی محمد عالم مرحوم (دلی نگر) کے متعلق معلوم ہوا کہ بائیسکل گر پڑنیکی وجہ سے بائیں ہاتھ کی کہنی کے پاس ہڈی ٹوٹ گئی اور تین جگہ

ہو گئے ہیں۔ ورم کم ہونیکے بعد ہڈیوں کے جوڑنیکا عمل کیا جائیگا۔ خدا کرے بچہ کی ہڈیاں جڑ کر تندرستی حاصل ہو۔

(۳) شیخ حیدر حسن عباسی کی اسطرف طبیعت پھر خراب رہی سینہ پر درد کی اٹھا اور بخار بھی آگیا تھا۔ اسہال کا بھی دورہ ہوا۔ ڈاکٹری علاج سے بظاہر پہلو کے سکون تو ہوا لیکن ازالہ مرض نہیں ہوا۔ اب لکے اپنے ہمراہ شاہجہانپور لیکر گئے ہیں۔ وہاں یونانی علاج کا قصد ہے۔

(۴) معلوم ہوا کہ والدہ مولوی محمد ہاشم کے پیٹ میں پھنسیاں پھر نکل آئی ہیں جنکی تکلیف سے بخار بھی رہتا ہے۔

(۵) الحاج مولوی امیر احمد صاحب علوی بی۔ اے کو تجزی کیفیت گذشتہ عشرہ میں نہیں رہی۔ البتہ کچھ پیٹ کا درد ابھی کچھ باقی ہے۔ اب ڈاکٹر حکیم احمد کے مشورہ سے کسی دوا کا استعمال شروع ہوا ہے۔ امید ہے کہ معدہ کی اصلاح ہوکر تکلیف رفع ہوجائیگی۔

(۶) شیخ فخر الحسن صاحب کے پیر کی تکلیف پورے طور پر رفع نہیں ہوئی ہے چلنے پھرنے میں ابھی دقت محسوس ہوتی ہے۔ علاج جاری ہے۔

(۷) اہلیہ مولوی اسلام الدین کے متعلق معلوم ہوا کہ لکھنؤ میں گذشتہ ہفتہ میں سخت علیل ہوگئیں تھیں۔ بخار بھی آیا۔ اب سکون ہے لیکن ضعف ہے۔

(۸) ریحانہ خاتون سلمہا دختر قاضی راشد علی عباسی بی۔ اے کو سندیلہ کی آب و ہوا کچھ زیادہ موافق نہیں آئی وہاں اختلاج بھی زیادہ ہوا اور حرارت بھی کچھ بڑھ گئی تھی اب بغرض علاج لکھنؤ گئیں ہیں۔ ڈاکٹر نے غدود کا آپریشن کرانا تجویز کیا ہے۔

متفرقات

(۱) یہ دریافت کرکے خوشی ہوئی کہ منشی حافظ نصیر احمد علوی خلف الحاج مولوی امیر احمد صاحب علوی کی تنخواہ کے گریڈ میں ترقی ہوئی ہے۔

(۲) ۴-۵ اگست ۴۶ء کی درمیانی شب میں خواجہ عزیز احمد علوی (کلرک) کے یہاں نقب لگا کر چوری ہوجانیکی اطلاع ملی ہو۔ کہا جاتا ہے کہ کئی ہزار کا زیور وغیرہ چور اٹھالے گئے۔ پولیس نے تفتیش کی لیکن مال کا پتہ ابھی تک نہیں چلا۔

(۳) دریافت ہوا ہے کہ حاجی کیپٹن حکیم احمد علوی سول سرجن نے پنشن پانے سے قبل اور بھی کئی کامیاب اپریشن (علاوہ اُنکے جنکا ذکر گذشتہ اشاعت میں ہوچکا ہے) اعزہ اور دیگر اہل وطن کے کئے تھے۔ جنمیں حافظ حسن احمد علوی (بانڈہ وسیل) اہلیہ قادری احمد حسن، اہلیہ ڈاکٹر حکیم احمد علوی (ناک کی ہڈی پر ہتوڑی کا)

(۴) معلوم ہوا کہ مولوی سید ظہور الدین احمد صاحب اپنے صاحبزادہ کے عقد کے بعد سے لکھنؤ میں مقیم تھے۔ اب حیدرآباد واپس گئے۔ اور محلہ حیدر گوڑہ میں مقیم ہیں۔

(۵) منشی نظیر حسن پوسٹ ماسٹر ڈاکخانہ کاکوری (جو یہاں تقریباً ۱۴ سال کے تعینات تھے اور ہر طبقہ کے لوگوں میں بہت ہر دلعزیز رہے) بسلسلہ تبادلہ ہمراہ کی رخصت پر گئے ہیں اور قاضی ابرار احمد مستقل طور پر تبدیل ہوکر یہاں آئے ہیں آدمی بہت ذہین اور اپنے کام میں ہوشیار معلوم ہوتے ہیں امید ہو کہ اپنے پیشرو سے زیادہ ہر دلعزیزی حاصل کرینگے۔

(۶) محمد طاہر صاحب، مالک کارخانہ حافظ مستیا محمد رفیع لکھنؤ نے کافی مقدار میں سرکہ کاکوری میں غربا کو مفت تقسیم کیلئے بھیجا تھا وہ یکم لغایت ۱۰ر اگست تک دفتر مسلم لیگ سے برابر غربا کو بلا لحاظ مذہب و ملت روزانہ تقسیم ہوتا رہا۔ نہ صرف قصبہ بلکہ اکثر قریب کے مواضعات کے لوگوں نے بھی فائدہ اٹھایا اور مالک کارخانہ کی ایثار و ہمدردی کیلئے دعائیں کرتے ہیں۔ محمد طاہر صاحب کو اس کار خیر کا اجر عظیم باری تعالی عطا فرمائیگا ہم منجانب قصبہ مالک کارخانہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ محمد طاہر صاحب نے کئی درجن سربمہر بوتلیں عرق نعناع اور سرکہ کی بغرض فروخت بھی بھیجی تھیں جن سے صاحب استطاعت حضرات نے فائدہ اٹھایا۔ اور فروخت کی بوتلوں کا کمیشن کاکوری مسلم لیگ فنڈ میں داخل کرنیکی ہدایت کی ہو۔ جزاک اللہ خیر ہم۔

(۷) گذشتہ اشاعت میں منشی عبدالباری و کیپٹن حکیم احمد علوی صاحبان کے پنشنیاب ہونیکی اطلاع درج کی گئی تھی۔ کیپٹن حکیم احمد علوی ۲ر اگست کو کاکوری مستقلاً آگئے ہیں لیکن منشی عبدالباری کے متعلق معلوم ہوا ہو کہ وہ ابھی منٹگمری ہی میں قیام کرینگے شاید وہاں کوئی کاروبار شروع کرنیکا ارادہ ہے۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۴ کالم ۲ ملاحظہ ہو)

بدستور جاری ہیں۔ محاذ حسینی کے اندرونی اختلافات اب منظر عام پر آنے لگے ہیں جلسوں اور اخباروں میں تو تو میں میں کی نوبت آچکی ہے۔ مولانا کبن صاحب و مسٹر علی ظہیر محاذ حسینی کی مجلس عاملہ سے علیحدہ ہوگئے ہیں۔ ڈپٹی کمشنر نے لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کو دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت دو ہفتہ کیلئے روک دیا ہو۔ ۹ر اگست کو مسلم لیگ کے جلسہ میں احراری اور دیگر جماعتوں نے کانگریس پرست ساز باز رکھنے میں ابتری پیدا کرنے کی کوشش کی۔

یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ میں باہتمام سید توسل حسین چھپوا کر دفتر کاکوری اخبار (مولوی محلہ) لال املی کاکوری سے سید مشیر الدین نے شائع کیا